Research Journal of Islamic Studies

Volume: 1 Issue: 1

July-Dec 2024

Page No: 36-46

The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur

https://journals.gscwu.edu.pk/index.php/mishkat-ul-ilm/about

An Introductory Review of the Role of Organizations Active in Dawat-e-Deen Efforts in Pakistan

پاکستان میں دعوت دین کی کاوشوں میں سرگرم اداروں کے کردار کا تعارفی جائزہ

Sania Mushtaq

Lecturer, Islamic Studies,

Govt. Graduate College Dubai Mahal, Bahawalpur

Abstract

The imperative to invite others to the path of Allah (دعوت الی اللہ) is a fundamental obligation in Islam, particularly emphasized after the completion of the prophetic mission. The Muslim community is tasked with the responsibility of promoting righteousness ('Amr bi'l-ma'rūf) and forbidding evil (Nahi 'an al-munkar). Given the significance of this duty, Muslims across the globe, including Pakistan, have been actively engaged in this endeavor. Throughout history, numerous scholars and institutions in Pakistan have dedicated themselves to propagating Islamic teachings. These efforts have produced scholars of international repute who have contributed significantly to the global Islamic discourse. Madrassas (Islamic seminaries) have played a pivotal role in shaping generations of Islamic scholars and leaders. Institutions like Wifaq ul Madaris al Arabia, Jamia Uloom-e-Islamia Binori Town, Jamia Abu Bakar al-Islamiya, Jamia Darul Uloom Haqqania, and Al-Mahd al-Ali al-Islami have been at the forefront of Islamic education in Pakistan. These institutions have produced countless scholars whose fatwas (religious rulings), books, and teachings have preserved and disseminated the Islamic heritage. This essay will delve into the specific institutions and centers in Pakistan that are actively involved in the invitation to Islam. We will explore the various services they provide in promoting Islamic values and teachings both within Pakistan and beyond."

Keywords: fundamental, righteousness, contributed, specific institutions, Islamic values.

دینی مراکز اور ادارے، ہمیشہ آنے والی نسلوں تک اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے علم کی ترسیل کے عظیم مقصد کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ یہ مقدس مشن اپنی جڑیں اسی لمحے سے ڈھونڈتا ہے جب حرمتِ حرا میں انسانیت پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی، گہرے حکم کے ساتھ، "اقراء"، جس کا مطلب ہے "پڑھو۔" یہ تعلیمات، انسانی وجود کے لیے آفاقی اصولوں کو سمیٹتی ہیں، پیغمبر اسلام ﷺ نے ان تعلیمات کو بڑی تندہی سے اپنے ساتھیوں تک پہنچایا، جنھوں نے انہیں اپنے شاگردوں تک پہنچایا، اس طرح ایک غیر منقطع سلسلہ کو یقینی بنایا جو آج تک برقرار ہے اور آخری زمانے تک جاری رہے گا۔[1]

دینی اداروں اور مدارس کا تاریخی پس منظر: دینی اداروں کی بھرپور تاریخ کا مطالعہ کرنے سے، ان کی لازوال اہمیت اور معاشروں کی تشکیل پر ان کے لازوال اثرات نظر آتے ہیں۔ عملی نقطہ نظر سے، مدرسہ کی اصطلاح نہ صرف خود ادارہ بلکہ استاد، طالب علم اور نازل شدہ علم پر مشتمل نصاب کو بھی شامل کرتی ہے۔تاہم، بیرونی طور پر، مدرسہ کے کام کے لیے کچھ اضافی عناصر ضروری ہیں۔ سیکھنے کے ان مراکز کو دینی مدارس کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے، جہاں پڑھنے اور پڑھانے کا ایک منظم نظام قائم ہے۔

ان مراکز کا پہلا دور نبوت کے دور، خلافت کے دور اور اس کے بعد تیسرے دور پر محیط ہے۔احادیث وسیرت کے دائرے میں ابتدائی تعلیمی اداروں اور مدارس کے تصور کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔تاہم، یہ بات قابل توجہ ہے کہ ان مدارس کو بنیادی طور پر علم اور تعلیم کے حصول کے لیے مختص جگہوں کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔[2]

تعلیمی اداروں کی بھرپور تاریخ میں، دو ادارے ایسے ہیں جو اپنے مسلسل وجود کی وجہ سے ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ پہلی جمعیت الزیتون ہے جس کی بنیاد تیسری صدی ہجری میں تیونس کی جامع مسجد میں رکھی گئی۔ دوسرا جامعہ ازہر ہے جو مصر میں فاطمی سلطنت کے دور میں قائم ہوا اور چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں اپنے علمی سفر کا آغاز کیا، جو آج تک قائم ہے۔ دیگر قابل ذکر مدارس میں سلطان محمود غزنوی اور ان کے بیٹے سلطان مسعود کے قائم کردہ مدارس کے ساتھ ساتھ بغداد کا باوقار مدرسہ نظامیہ بھی شامل ہے جس کی بنیاد سلجوق ریاست کے معزز عالم اور دوست وزیر نظام نے رکھی تھی۔ مزید برآں، معروف الدین طوسی نے سن ۴۸۵ ہجری میں ایک ممتاز مدرسہ قائم کیا، جس میں امام غزالی جیسے قابل ذکر افراد نے اپنے استاد، امام الحرمین کی رہنمائی میں اس معزز نظام سے استفادہ کیا، جو اس کے صدر تھے۔ مذید یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ اکیلے بغداد نے ایک متاثر کن تیس عظیم الشان مدارس کا فخر حاصل کیا، جو ان تعلیمی اداروں کی اہمیت اور اثر ورسوخ کی مزید تصدیق کرتا ہے۔[3]

ہندوستان میں مدارسِ دینیہ کا قیام: ہندوستان میں اسلامی حکومت کا قیام ۷ ویں صدی میں اس کی تاریخ میں ایک اہم موڑ کا نشان بنا۔ ایک صدی کے اندر، ہندوستان سائنسی اور فنکارانہ اختراعات کا مرکز بن گیا۔ صرف دہلی میں ہی ۱۰۰۰ اسلامی اسکول ہیں۔ عالمگیر اورنگزیب کے دور میں سندھ کے ٹھٹھہ شہر میں ۴۰۰ مدرسے تھے۔ دیگر قابل ذکر شہر جیسے دہلی، آگرہ، لاہور، ملتان، جونپور، لکھنؤ، خیر آباد، پٹنہ، اجمیر، سورت، دکن، مدارس، بنگال اور گجرات نے علم وفن کے متحرک مراکز کے طور پر کام کیا۔ صرف بنگال میں حیران کن طور پر ۸۰،۰۰۰ مدارس تھے۔ اسکالرز اور طلباء نے یکساں طور پر ایک بھرپور ذریعہ معاش کا لطف اٹھایا اور امن وسکون کے ماحول میں درس وتدریس کے عظیم حصول کے لیے خود کو وقف کر دیا۔[4]

ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے بعد مدارس کا نظام: برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے بعد، ہندوستان کے سیاسی اور انتظامی منظر نامے میں ایک نمایاں تبدیلی واقع ہوئی۔ آہستہ آہستہ، کمپنی نے پورے ملک پر کنٹرول سنبھال لیا، انیسویں صدی عیسوی کے اوائل تک مضبوطی سے اپنا تسلط قائم کر لیا۔ بدقسمتی سے، اس نئی طاقت نے ۱۸۳۸ء میں مدارس کے تمام اوقاف کو ضبط کر لیا، جس سے تعلیمی نظام کو ایک تباہ کن دھچکا لگا۔ مزید برآں، حکومت کی تبدیلی نے اصحاب الخیر کے مقرر کردہ وظائف اور جہیز کو روک دیا، جس کے نتیجے میں لاتعداد خاندان تباہ ہو گئے۔ ان مشکل حالات کے باوجود علمائے کرام کے چند چنیدہ ساتھیوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام مشکلات کے باوجود دینی علوم کی اشاعت جاری رکھی۔[5]

۱۸۱۳ء میں، ایک قانون نے عیسائیت کے پھیلاؤ کے لیے مشن اسکولوں کے قیام کی اجازت دی، جن کو امداد اور فنڈنگ حاصل ہوئی۔ تاہم اس نظام تعلیم کے مسلمانوں کی مذہبی اور ثقافتی روایات پر منفی اثرات مرتب ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد تعلیم اور مذہب کے تئیں بے حسی بڑھتی گئی۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے مولانا محمد قاسم نانوتوی اور ان کے ساتھیوں نے ۱۸۶۷ء میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی جو ایک مشہور اسلامی تعلیمی ادارہ بن گیا[6]۔ دارالعلوم سے وابستہ دیگر علماء نے مختلف شہروں میں اسکول اور مدارس قائم کیے۔ علامہ محمد یوسف بنوری نے کراچی میں جمعیت العلوم الاسلامیہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی: علامہ محمد یوسف بنوری کی دینی اور علمی خدمات، ان کے محترم مدرسہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے جوہر اور اہمیت کا مظہر ہے۔ یہ کہنا کوئی مبالغہ آرائی نہیں کہ اس تعلیمی ادارے کا قیام اور ترقی واقعی متاثر کن ہے۔ تعلیم کے عظیم میدان کے لیے اپنی زندگی وقف کرنے کے بعد، علامہ بنوری کی گہری دانشمندی اور تجربے نے انھیں تبدیلی آمیز تعلیم کے لیے ایک مثالی ماحول کا تصور کرنے پر مجبور کیا، جہاں وہ ان تبدیلیوں کو آزادانہ طور پر نافذ کر سکتے ہیں جن کو وہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اس طرح، یہ ان کی بصیرت تھی جس نے انہیں علم کی اس معزز نشست کو قائم کرنے پر مجبور کیا۔ یہ ایک مشکل مرحلہ تھا۔ فرماتے ہیں

> "اس عظیم الشان منصوبے کے لیے اخلاص، ہمت، عزم، جہدِ مسلسل، اور صبر واستقامت کے ساتھ ساتھ کامل استعداد والے رفقاء کی ٹیم کی ضرورت تھی، مالی امداد کے بغیر بھی کوئی منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا اور میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام حوالوں سے میں تہی دست ہوں، اس لیے حرمین شریفین کے سفر کا ارادہ کیا، تاکہ ان مقدس مقامات میں استخارہ کر سکوں، اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ سکوں۔ چنانچہ ۲۴ ذوالحجہ ۱۳۷۳ھ کو حجِ بیت اللہ کے لیے رختِ سفر باندھا۔ بیس دن مکہ مکرمہ اور تیس دن مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ اور دعاؤں واستخارہ کے بعد دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ سے مستعفی ہو کر مستقل ادارے کی بنیاد رکھنے کا عزم کیا۔ جامع مسجد نیوٹاؤن- جس کی ابھی صرف بنیادیں رکھی گئیں تھیں- میں اللہ کا نام لے کر ادارے کی بنیاد رکھی۔"[7]

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کا قیام: علامہ محمد یوسف بنوری نے کراچی جیسے معروف عروس البلاد کے اندر دینی علوم کے گہرے نظم وضبط کو پھیلانے اور اس کی وکالت کرنے کی عظیم کوشش کا آغاز کیا۔ اس جستجو میں انہوں نے ترقی پذیر ضلع نیوٹاؤن میں مدرسہ عربیہ کے نام سے ایک باوقار ادارہ قائم کیا، جس نے وقتاً فوقتاً جامعہ العلوم اسلامیہ کا اعزاز حاصل کیا۔[8] حضرت بنوری کے حکیمانہ الفاظ میں، انہوں نے ایک ایسے ادارے کے لیے اپنے نظریہ کا اظہار کیا جو ان کی زندگی بھر کے تعلیمی، تدریسی اور انتظامی تجربے کو مجسم بنائے۔ ابھرتے ہوئے علماء کی پرورش کے مقصد سے

، حضرت بنوری نے ایسے ادارے کے لیے کئی ضروری عناصر تجویز کیے ہیں۔ ان میں موجودہ نصاب اور نظام میں ضروری تبدیلیاں کرنے کی ضرورت شامل ہے۔

آج کی دنیا میں موثر ابلاغ کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے، انہوں نے لکھنے اور بولنے کی مہارتوں کی ترقی پر زور دیا، خاص طور پر عربی زبان میں مہارت اور عربی ذرائع کے استعمال پر زور دیا۔ مزید برآں، حضرت بنوری نے نصاب میں تاریخ کے مطالعے کو شامل کرنے کی وکالت کی، جس سے طلباء ماضی کی جامع تفہیم حاصل کر سکیں۔ عملی علم کو فروغ دینے کے لیے، اس نے روایتی منطق اور فلسفے پر ان کی قدر کو نمایاں کرتے ہوئے، نقلی علوم کی طرف ایک تبدیلی کی تجویز پیش کی۔ مزید یہ کہ ،انہوں نے درس نظامی کی تکمیل کے بعد اسپیشلائزیشن کے قیام کی تجویز پیش کی، جس سے طلباء مختلف علوم میں مہارت حاصل کر سکیں۔ آخر میں، حضرت بنوری نے ایسے اساتذہ کی تقرری کے اہم کردار پر زور دیا جو نہ صرف وسیع علم بلکہ عملی تجربہ، حکمت اور تقویٰ کے حامل ہوں، جس سے تعلیم کے اعلیٰ معیار کو یقینی بنایا جائے۔[9]

مدرسہ عربیہ سے جامعۃ العلوم الاسلامیۃ تک : آپ نے مدرسہ عربیہ کے قیام سے اس کاوش کا آغاز کیا۔ لیکن کراچی میں اسی نام کے ادارے کی موجودگی کی وجہ سے ادارے کو ممتاز کرنے کے لیے اصطلاح "اسلامیہ "کا اضافہ کیا گیا۔ اپنے قیام سے ہی ایک بین الاقوامی یونیورسٹی کے قد کاٹھ کے مالک ہونے کے باوجود آپ نے عاجزی سے اس نام کو اپنا لیا۔ اس ادارے نے دو دہائیوں کے دوران بین الاقوامی یونیورسٹیوں اور تنظیموں کے ساتھ تعلقات کو بڑھایا اور فروغ دیا، اس کے لیے ایک نیا نام اپنانا ضروری ہو گیا۔ چنانچہ اسے جمعیت العلوم الاسلامیہ سے نوازا گیا، یہ نام آج تک قائم ہے۔[10]

نصابِ تعلیم کے بارے میں حضرت بنوری کا نظریہ : حضرت بنوری نے دینی علوم کی تعلیم اور مدارس کے قیام کا تصور صرف ایک تعلیمی نظام کے طور پر نہیں بلکہ ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل اور اس کے افراد کی جامع دینی تربیت کے ذریعہ کے طور پر کیا۔ لٰہذا، اس کے نصاب کی بنیاد شمولیت، مہارت اور تقسیم کے اصولوں پر رکھی گئی[11]۔ اس لیے آپ نے مندرجہ ذیل نصاب تجویز کیا تھا۔

مختصر کورسز: ناظرہ قرآن، تجوید القرآن اور ابتدائی اسلامی معلومات پر مشتمل مختصر نصاب، جو طالبعلم مختصر عرصے میں باآسانی کر سکیں۔

مختصر سہ سالہ نصاب : ایک سہ سالہ نصاب ان افراد کی ضرورتوں کے ساتھ تیار کیا گیا جو دینی علوم میں گہری دلچسپی رکھتے ہوں، پھر بھی اپنے آپ کو اپنی دنیاوی وابستگیوں میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں، چاہے وہ کاروبار ہو یا ملازمت۔ ان افراد کی دلچسپی کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہ کے گہرے اصولوں کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کی تعلیمات کو بھی احتیاط سے انتخاب میں پیش کیا جائے۔ اس نصاب میں ہر مضمون کے لیے تعارفی کتابیں شامل ہونی چاہئیں، جس سے تین سال کے عرصے میں جامع سیکھنے کو یقینی بنایا جائے۔

پانچ سالہ نصاب کو ایسے افراد کے لیے ڈیزائن کیا گیا جو محدود فارغ وقت یا دیگر حالات کی وجہ سے پورا نصاب مکمل نہیں کر سکتے۔ نصاب کو بین الاقوامی طلباء کے لیے تیار کیا گیا تھا۔

مکمل درسِ نظامی : مذہبی اسکالر بننے کے لیے، افراد کو آٹھ یا نو سال کا نصاب مکمل تیار کیا گیا، جس میں اصولوں کو آسان بنانے، درست کرنے اور ان میں ترمیم کرنے پر توجہ دی گئی ہے[12]

تخصصات : ایک دو سالہ پروگرام تعلیمی گریجویٹس کے لیے مختلف سائنسی شعبوں میں جدید مہارت حاصل کرنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا۔ اس نصاب میں حدیث، اسلامی فقہ، اور دعوت ور ہنمائی کی تخصصات شامل تھیں۔ مختلف دیگر علوم میں اضافی مہارتوں پر بھی غور کیا گیا ہے۔[13]

وفاق المدارس العربیہ پاکستان: تقسیم پاکستان سے پہلے اور بعد میں باشعور مسلمانوں کے تعاون سے مختلف شہروں میں بے شمار مدارس قائم ہوئے۔ ان مدارس کو بغیر کسی سرکاری امداد یا امداد کے صرف اور صرف نجی عطیات سے مالی امداد فراہم کی گئی۔ ان اداروں کا بنیادی مقصد دینی تعلیم کے خواہشمند طلباء کی ضروریات کو پورا کرنا اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات سے باخبر علماء پیدا کرنا تھا۔ دینی مدارس کا قیام، جسے مدارس کے نام سے جانا جاتا ہے، پاکستان بھر میں پھیل گیا، متنوع آبادی کی وجہ سے ہر مذہب کے لیے الگ الگ اسکول ہوئے۔ دیوبندی مکتبہ فکر کے بھی متعدد مکاتب فکر تھے اور اس کے علماء کا مقصد ان مکاتب کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا تھا۔

اسی مقصد کے حصول کے لیے مولانا خیر محمد جالندھری کی صدارت میں ۲۲ مارچ ۱۹۵۷ء کو ایک اجلاس منعقد ہوا۔ یہ ملاقات ملتان کے ممتاز تعلیمی ادارے جامعہ خیر المدراس میں ہوئی۔ اجلاس کے دوران مدارس کے لیے ایک تنظیمی ڈھانچہ تیار کیا گیا اور اسے دو سال کی مدت کے لیے نافذ کیا گیا۔[14]

وفاق المدارس العربیہ کا قیام : ۱۹-۱۸ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو تین سالہ دور اندیش قیادت کا انتخاب کیا گیا اور یوں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نام سے مشہور تنظیم نے جنم لیا۔ محترم مولانا خیر محمد جالندھری کو نائب امیر اول کا اعزاز بخشا گیا جبکہ محترم علامہ محمد یوسف بنوری کو نائب امیر ثانی کا اعزاز بخشا گیا۔ مزید برآں، محترم مولانا مفتی محمود کو خازن کے محترم کردار کے لیے مقرر کیا گیا، جس سے اس غیر معمولی ادارے کی مضبوطی اور استقامت مزید مستحکم ہوئی۔[15]

اس وقت پاکستان میں مدارس کا سب سے بڑا نظام اور دینی تعلیم کا سب سے بڑا بورڈ ہے۔ اس بورڈ سے کل ۲۱،۴۵۲ مدارس وابستہ ہیں، جن میں چھوٹے اور بڑے دونوں ادارے شامل ہیں، ساتھ ہی ان کی شاخیں بھی۔ فیڈریشن آف مدارس سے وابستہ مدارس میں ۱۶۶،۸۱۳ مرد اور خواتین اساتذہ پڑھاتے ہیں۔ ان دینی مدارس میں کل ۲،۹۸۰،۶۹۳ طلباء و طالبات ہیں۔ ۱۹۵۹ء سے ۲۰۲۱ء تک، فیڈریشن آف سکولز کے زیر اہتمام ہونے والے امتحانات میں کل ۵،۳۲۵،۵۱۵ مرد و خواتین طلباء نے حصہ لیا۔ اس وقت المدارس العربیہ پاکستان میں ۱۸۶،۱۷۵ طلباء کامیابی کے ساتھ اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں، جب کہ فارغ التحصیل ہونے والوں کی کل تعداد ۲۴۵،۸۹۳ ہے۔

المدارس العربیہ فیڈریشن کا مرکزی دفتر شیر شاہ، ملتان میں ہے اور یہ پاکستان میں کام کرتا ہے۔ یہ اہداف طے کرنے، عہدیداروں کے انتخاب اور وفاق کو چلانے کے لیے ذمہ دار ہے۔ فیڈریشن کی توجہ تعلیم پر ہے اور وہ کسی سیاسی جماعت سے وابستہ نہیں ہے اور نہ ہی سیاسی سرگرمیوں میں ملوث ہے۔[16]

وفاق المدارس کے اغراض و مقاصد

1. مدارس میں یکساں نصاب اور امتحانات اور کامیاب طلبہ کو سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔
2. مدارس اور جامعات میں باہمی اتحاد قائم کریں اور ایک مربوط نظام بنائیں۔

3. جدید تقاضوں کے مطابق مذہبی تعلیمات کی ترویج واشاعت کے لیے کوشش کرنا۔

4. اساتذہ کی تربیت کا موثر انتظام۔

المدارس العربیہ نے قریبی مدارس اور عوام کے ساتھ ان کی تعلیمی اور مذہبی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات بانٹنے کے لیے ایک مواصلاتی شعبہ قائم کیا ہے۔ یہ شعبہ ماہانہ رسالہ "الافاق" کی اشاعت کی نگرانی کرتا ہے جو المدارس العربیہ کے ترجمان کے طور پر کام کرتا ہے۔ وہ الوفاق کے بارے میں اپ ڈیٹ فراہم کرنے کے لیے سوشل میڈیا پیجز بھی بناتے ہیں۔ مولانا طلحہ رحمانی کی قیادت میں شعبہ میڈیا نے حالیہ برسوں میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ تاہم، مولانا طلحہ رحمانی نے فیڈریٹڈ سکولز کے شعبہ ابلاغیات کو مزید بہتر اور بڑھانے کے لیے کوششیں کی ہیں۔[17]

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی: جامعہ ابی بکر الاسلامیہ ایک معروف، دینی اور اصلاحی ادارہ ہے، جو ۳۴ سالوں سے بغیر کسی تعصب اور فرقہ واریت کے پیغمبر اسلام کی تعلیمات کو فروغ دے رہا ہے۔ یہ ادارہ ۱۹۷۸ء میں پروفیسر محمد ظفر اللہ نے قائم کیا تھا، اس کے مختلف شعبہ جات اور ذیلی ادارے ہیں۔ اب تک ۳۴۶۰ طلباء ادارے سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور ۴۵ ممالک میں مذہبی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس وقت جامعہ ابی بکر الاسلامیہ میں ۹۵۰ طلباء زیر تعلیم ہیں جو اسے ایک ممتاز بین الاقوامی یونیورسٹی بنا رہا ہے۔ اس کا سنگ بنیاد جناب امام محرم مکی اور دونوں مقدس مزارات کے سربراہ محمد بن عبداللہ بن السبیل نے اپنے ہاتھوں سے رکھا۔

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ رابطۃ الجامعات الاسلامیۃ (اسلامک یونیورسٹیز لیگ) کی رکن ہے۔ اس کے معزز ہم منصبوں میں، اسلام آباد یونیورسٹی، چالیس دیگر یونیورسٹیاں اس باوقار الحاق میں شریک ہیں۔ اس غیر معمولی موقع کو قبول کرنے میں ہمارے ساتھ شامل ہوں۔[18]

جامعہ ابوبکر میں تعلیم وتدریس عربی زبان میں کی جاتی ہے۔ یونیورسٹی جدید تقاضوں کو شامل کرتے ہوئے سعودی عرب کی اسلامی جماعت کے طرز پر چلتی۔ لگن اور محنتی اساتذہ معیاری تعلیم کو یقینی بناتے ہیں۔ جامعہ ابوبکر برصغیر میں ایک منفرد ادارے کے طور پر نمایاں ہے، جو کہ ۴۵ مختلف ممالک کے طلباء کو ان کے مذہبی پس منظر سے قطع نظر ان کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ یونیورسٹی فکری اور کردار کی نشوونما پر توجہ مرکوز کرتی ہے، اسلامی کمیونٹی کے درمیان اتحاد کو فروغ دیتی ہے۔

متعدد ممالک میں، جامعہ کے فیض اور فتوگان اسلام کی تشہیر، مذہبی نصوص کی تعلیم، اور اسلامی مراکز کا انتظام کر رہے ہیں۔ اس تعلیمی ادارے سے پاکستان، ملائیشیا، افغانستان اور بہت سے دیگر ممالک کے طلباء نے استفادہ کیا ہے۔ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل تعلیمی اداروں میں بااثر شخصیات بن گئے ہیں، جس سے دنیا بھر کے مذہبی طلباء مستفید ہو رہے ہیں۔ وہ محمد ﷺ کے مشن کو جاری رکھنے کے لیے مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں، جیسے کہ تدریس اور مذہبی ذمہ داریوں کو پورا کرنا وغیرہ۔

گلشن اقبال اور سپر ہائی وے کے شاندار مقامات پر واقع جامعہ کے معزز کیمپس ایک پُرسکون اور دلکش ماحول سے مزین ہیں۔ ایک ایسے ماحول کو فروغ دیتے ہیں جو پرسکون اور مجموعی صحت کے لیے سازگار ہو۔ اللہ کے فضل اور ہدایت کے ساتھ ابی بکر الاسلامیہ نے چونتیس سال کا ایک شاندار سفر کامیابی سے طے کیا ہے۔ جس میں تعلیم کے لیے غیر متزلزل لگن، نوجوان ذہنوں کی پرورش اور اسلام کی تعلیمات کو عام کیا گیا ہے۔

جامعہ اپنے طلباء کی اخلاقی اور تعلیمی ترقی سمیت ان کی تعلیم وتربیت کو ترجیح دیتا ہے۔ اس نے شریعت کی تعلیم دینے اور صحیح اسلامی عقائد کو فروغ

دینے کے لیے ادارے وقف کیے ہیں۔ یہ جامعہ مذہب کو پھیلانے اور لوگوں کو قرآن وحدیث سے آگاہ کرنے کے لیے تقریبات اور اجتماعات کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ جامع ابی بکر الاسلامیہ تحریک عالمی سطح پر اسلامی روایات کے تحفظ کے لیے بھی کام کرتی ہے۔ پاکستان اور دنیا بھر میں اس کے متعدد علماء موجود ہیں۔ یہ جامعہ طلباء کو مختلف شعبوں میں تربیت دیتا ہے تاکہ وہ اسلام کے دشمنوں سے متاثر نہ ہوں۔[19]

جامعہ کی ڈگری کو سعودی جماعت نے قبول کیا ہے، جو کئی معتبر اداروں میں داخلے کی ضمانت دیتا ہے۔ جامعہ ابی بکر "رباط الجامعت الاسلامیہ" کا رکن ہے اور کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت کرتی ہے۔ بہت سے اداروں کو یونیورسٹی کے ساتھ الحاق کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ جامعہ منفرد ہے کیونکہ یہ عرب دنیا سے باہر عربی میں تعلیم دینے والا پہلا غیر سرکاری ادارہ ہے۔

جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کے اغراض ومقاصد

اس اقدام کا بنیادی مقصد اسلام کی تعلیمات کو عام کرنا اور انہیں موجودہ دور کے مطابق ڈھالنا ہے۔ اس میں طلباء کو اسلام کے اصولوں کے بارے میں تعلیم دینا، مذہب کی گہری تفہیم کو فروغ دینا، اور انہیں عصری اثرات کا مقابلہ کرنے اور گمراہ کن فرقوں کی تردید کے لیے علم سے آراستہ کرنا شامل ہے۔ اس کا مقصد اہل مبلغین پیدا کرنا ہے جو مؤثر طریقے سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں اور قرآن، سنت اور صالح سلف کی تعلیمات کو استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کو درپیش مسائل کو حل کر سکیں۔ مزید برآں، عربی زبان کی ترویج پر زور دیا گیا ہے تاکہ مذہب کے اصل ماخذ تک براہ راست رسائی ممکن ہو اور اسلامی اخوت کے رشتے کو مضبوط کیا جا سکے۔ تنظیم کا مقصد علمی مضامین اور اہم کتابوں کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع کرنا اور دنیا بھر کی یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کے ساتھ روابط قائم کرنا ہے تاکہ اعلیٰ معیار کی تعلیم اور اسلامی تعلیمات کی موثر نشر واشاعت کو یقینی بنایا جا سکے۔[20]

جامعہ دارالعلوم حقانیہ : ۱۹۴۷ء میں، جیسے ہی پاکستان ایک نئی قوم کے طور پر ابھرا، مسلم کمیونٹی کو ایک مشکل چیلنج کا سامنا کرنا پڑا جو اس سے پہلے کی صدیوں میں برداشت کی گئی آزمائشوں کی یاد دلاتا ہے۔ اس بے یقینی کے دور میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب نامی ایک قابل ذکر شخصیت نے خود کو اپنے والد محترم مولانا معروف گل کی طرف سے ہندوستان جانے سے منع کر دیا۔ بے خوف، مولانا عبدالحق صاحب نے اپنے گھر سے متصل پرانی مسجد کی مقدس حدود میں اپنے ساتھی مسلمانوں کو علم سکھانے، سائنس اور فن کی کتابیں پڑھانے کا ذمہ لیا۔ وہ ان کے پاس آتے، علم کی پیاس بجھاتے اس طرح دارالعلوم حقانیہ کا نام پوری کمیونٹی میں گونجا۔

سنہ ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم حقانیہ نے محض آٹھ اہل علم کی گریجویشن دیکھی، جس سے ان کے علمی سفر کا ایک معمولی آغاز ہوا۔[21]

اس کے قیام کے دوران اکوڑہ خٹک کے لوگوں نے اپنی کوششوں اور وسائل کو لگا کر دارالعلوم حقانیہ کے قیام کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ ان افراد کی محنت سے اکوڑہ خٹک کی تقریباً ۳۵ مساجد کو دور دراز علاقوں سے آنے والے طلباء کے لیے رہائش فراہم کرنے کے لیے وقف کیا گیا تھا۔ مزید برآں، حضرت مولانا سید بادشاہ گل صاحب اور مولانا حافظ ڈاکٹر محمد اسرار الحق صاحب جیسے معزز علماء نے ان طلبہ کو تعلیم دینے کے لیے اپنی بے لوث مہارت پیش کی۔ اس طرح دارالعلوم حقانیہ ایک قابل ذکر دینی ادارے کے طور پر ابھرا، جو کہ بہت کم وقت میں پاکستانی قوم میں نمایاں مقام اور پہچان کی طرف مسلسل ترقی کرتا رہا۔[22]

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیب صاحب نے دارالعلوم حقانیہ کے اخلاص اور بہترین کارکردگی کی تعریف کی۔ انہوں نے اس کا موازنہ پاکستان کی دارالعلوم دیوبند اور جامعہ الازہر سے کیا۔ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دارالعلوم حقانیہ میں ان کا آنا کسی پر احسان نہیں بلکہ اپنے اور دعوت دینے والے کا احسان ہے۔ سابق وزیر اطلاعات و نشریات مولانا کوثر نیازی کا خیال تھا کہ دارالعلوم حقانیہ پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرے گا جو برصغیر میں دارالعلوم دیوبند کی ہے۔[23]

دارالعلوم حقانیہ کے اغراض و مقاصد

1. قرآن کے مفسرین، حدیث کے اسکالرز، فقہاء، فقہاء اور گرامر کے ماہرین پیدا کریں۔
2. ایسے لوگ پیدا کریں جو اللہ کے کلام اعلیٰ کی خاطر کفار سے لڑیں گے۔
3. ایسی صلاحیتیں پیدا کریں جو ملک کی قیادت کر سکیں اور دنیا کے کونے کونے میں مذہب کو پھیلا سکیں۔
4. ایسے مؤرخین، آراء، مقررین اور مصنفین کی آبیاری کریں جو دنیا کے ہر جھوٹے فرقے کا سراغ لگانے کے قابل ہوں، خاص طور پر پیارے پاکستان میں، اور جو سادہ لوح مسلمانوں کو ان کی مکارانہ فطرت سے آشنا کر سکیں۔
5. ایسے سیاستدان پیدا کریں جو ظالم اور جابر حکمرانوں سے آمنے سامنے بات کر سکیں اور ملک کو یہودیوں اور عیسائیوں کی غلامی سے آزاد کر سکیں۔[24]

المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد : المعہد العالی الاسلامی یونیورسٹی، حیدر آباد، دکن کے قلب میں واقع ہے، ایک مشہور تعلیمی، تربیتی اور تحقیقی مرکز ہے۔ سال ۲۰۰۰ء میں اس کا آغاز معزز عالم دین مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کیا تھا۔ یہ ادارہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ایک مخصوص اور معزز شہرت کا حامل ہے۔ اگرچہ اس کے تعلیمی شعبوں کی متنوع رینج پروان چڑھ رہی ہے، مگر یہ خاص طور پر فقہ میں اپنی مہارت کے لیے مشہور ہے۔ خالد سیف اللہ رحمانی کو فقہ میں گہری دلچسپی ہے۔ دارالعلوم، دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد، انہوں نے اپنی زندگی کے دو سال دارالقضاء، امارت شرعیہ، پٹنہ میں فقہ کے دائرے میں اپنے علم کو مزید آگے بڑھانے کے لیے وقف کر دیے۔ اس کے بعد، آپ نے اپنی حکمت اور فقہ اور فتاوی کے میدان میں خواہشمند علماء کی تربیت کے لیے سفر کا آغاز کیا، مختلف معزز اداروں میں اپنی تعلیمات پیش کیں۔ اپنے متاثر کن تعلیمی پس منظر کے باوجود، خالد سیف اللہ رحمانی نے اس ڈومین کے بعض پہلوؤں میں خصوصی تربیت کی ضرورت کو تسلیم کیا۔

ان کا خیال تھا کہ اگرچہ ممتاز اداروں سے فارغ التحصیل افراد کی مضبوط بنیاد ہوتی ہے، لیکن طلباء کی کثیر تعداد اور وسیع تعلیمی شعبہ جات کی وجہ سے مخصوص شعبوں میں ان کی مہارت میں یکسانیت کا فقدان ہے۔ نتیجتاً، انہوں نے نہج جیسے ادارے کے لیے اہم ضرورت کی نشاندہی کی، جو کہ ایک مخصوص موضوع پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے متنوع مدارس سے فارغ التحصیل افراد کو باقاعدہ تربیت فراہم کرے گا۔ اس وقت کے معزز علماء کے مشورے سے خالد سیف اللہ رحمانی نے شوال ۱۴۲۰ ہجری میں فخریہ طور پر المعہد العالی الاسلامی قائم کیا۔[25]

قیام کے مقاصد : قیام کا مقصد یہ ہے کہ مذہب اور قوم سے متعلق مختلف شعبوں مثلاً تدریس، تحقیق، صحافت اور تنظیم میں افراد کی تربیت کی جائے تاکہ مذہبی اور قومی خدمت کے ہر شعبے میں اہل افراد موجود ہوں۔ اس میں قرآنی علوم، علوم حدیث، اور اسلامی فقہ میں افراد کو اللہ کے ارادے کے

مطابق امت کی رہنمائی کے لیے تیار کرنا شامل ہے۔ نیز اسکالرز کو دعوت کے مواقع بڑھانے کے لیے انگریزی زبان کی مہارت، عصری علم اور جدید علوم سے بھی لیس کیا جائے گا۔ طلباء کو تحقیق اور تحریر کی تربیت دی جائے گی۔ آخر میں، عصری معلمین کے لیے مذہبی تعلیم پر توجہ دی جائے گی، جس سے زندگی کے تمام پہلوؤں میں خدا کے احکام پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا۔[26]

جامعہ میں متعدد شعبے ہیں جو مذکورہ مقاصد کے حصول کے لیے ہم آہنگی سے تعاون کرتے ہیں۔ ذیل میں ان شعبوں کا مختصر جائزہ فراہم کیا گیا ہے۔

I. اختصاص فی علوم القرآن

II. اختصاص فی الحدیث

III. اختصاص فی الفقہ الاسلامی

IV. اختصاص فی الدعوہ[27]

V. شعبۂ اسلامک فائنانس

VI. کمپیوٹر ٹریننگ

- عزائم اور منصوبے

معہد العالی الاسلامی نے شوال ۱۴۳۳ھ میں منصوبہ بنایا کہ ادارہ برائے مذہبی اور عصری تعلیم ایک ایسا اسکول قائم کرے۔ اس کا مقصد ایسے اسکالرز کو تیار کرنا ہے جو اسلامی اور عصری دونوں علوم سے واقف ہوں تاکہ وہ موجودہ دور میں اسلام کو مؤثر طریقے سے پھیلا سکیں۔[28]

خلاصہ بحث

انبیاء کی میراث علم ہے اور سلسلہ نبوت خاتم النبیین پر ختم ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے علماء کو ایک اہم ذمہ داری سونپی اور انہیں اعلیٰ عہدے عطا فرمائے۔ یہ علماء کرام نہ صرف دینی خدمات سرانجام دیتے ہیں بلکہ اسلامی اصولوں پر مبنی ایک بہتر معاشرے کی تشکیل کے لیے بھی کام کرتے ہیں۔ دعوت الی اللہ کے اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے پاکستان میں مختلف مراکز و ادارے، علماء کرام اور متعدد تبلیغی و اصلاحی جماعتیں ہمیشہ سے اپنا کردار ادا کرتی رہی ہیں۔

سماجی اصلاح، تعلیم، تربیت اور اپنے عقائد کو فروغ دینے میں مذہبی اداروں کا اہم کردار ہے۔ افراد کو قرآن کی اصل تعلیمات سے آگاہ کرنے میں مذہبی ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ادارے علمی تعلیم اور تربیت فراہم کرتے ہیں اور مختلف تعلیمی اداروں جیسے اسکولوں، مدارس، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ذریعے علم و فن کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ مذہبی ادارے اسلامی تعلیمات اور عبادات جیسے نماز، روزہ اور زیارت کو فروغ دینے اور سکھانے کے لیے مساجد، مذہبی اجتماعات، کانفرنسیں، مشاورت، اور خطبات جیسے مختلف طریقے استعمال کرتے ہیں۔ یہ ادارے اخلاقی بہتری میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مذہبی ادارے دانشور اور سیاسی رہنماؤں کی تنقید کے ساتھ ساتھ مسلم کمیونٹی کے اندر زمینی مسائل کے حل فراہم کرتے ہیں۔ وہ اتحاد، انصاف اور ایمانداری کی اقدار پر بھی زور دیتے ہیں۔ دینی ادارے امت کے اندر مختلف گروہوں اور انجمنوں کو منظم کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں، جیسے کہ اجتماعات، جماعتیں اور نوجوانوں کی تشکیل۔ مذہبی تنظیمیں رمضان، عشرہ، بخشش، اطاعت، توبہ، صبر،

شکر، قنوت اور دعا جیسے مختلف تصورات کی اہمیت سکھا کر لوگوں کو روحانی طور پر بڑھنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ مذہبی تنظیمیں افراد کو مقامی اور عالمی سطح پر خدمات انجام دینے میں مشغول کرتی ہیں، جبکہ انصاف، ہم آہنگی، تعاون، مساوات اور عالمی قیادت کو فروغ دینے کے لیے بھی کام کرتی ہیں۔

الغرض دعوت الی اللہ کے فریضہ کی اہمیت وضرورت کو سمجھتے ہوئے علماء کرام نے اس کی انجام دہی میں اپنی زندگیاں وقف کیں۔ نہ صرف یہ بلکہ اپنا مال واسباب اور وقت اس فرض میں صرف کیا۔ نیز افراد کے ساتھ ساتھ اداروں کے قیام نے اس فریضہ کی انجام دہی کے لیے عوام الناس اور بعض اوقات سربراہان حکومت کی مدد سے ایسے افراد کی تیاری میں اعانت فراہم کی جو دین کی تبلیغ کے مشن کی ترسیل کا کام سرانجام دیں۔

حوالہ جات

1 ڈاکٹر مولانا انعام اللہ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا تعلیمی منہج اور کردار؛ ایک تحقیقی مطالعہ، ماہنامہ بینات بیاد محدث العصر (۱۹۷۸ء) اشاعت خاص، ۷۵۔

2 مولانا انعام اللہ، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کا تعلیمی منہج اور کردار؛ ایک تحقیقی مطالعہ، ۷۔

3 مولانا انعام اللہ، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کا تعلیمی منہج اور کردار ؛ایک تحقیقی مطالعہ، ۷۷۔

4 مولانا انعام اللہ، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کا تعلیمی منہج اور کردار ؛ایک تحقیقی مطالعہ، ۷۸۔

5 ناظم، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، دینی مدرسہ، جولائی، ۲۰۲۱ء۔

6 مولانا انعام اللہ، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کا تعلیمی منہج اور کردار ؛ایک تحقیقی مطالعہ، ۷۸۔

7 محمد زکریا الحسيني البنوري، معارف السنن (کراچی: سعید کمپنی، ۱۴۱۳ء)، ۱/۱۳۔

8 محمد زکریا الحسيني البنوري، معارف السنن، ۱/۱۱ ا۔

9 ناظم، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، دینی مدرسہ، جولائی، ۲۰۲۱ء۔

10 محمد زکریا الحسيني البنوري، معارف السنن، ج ا، ۵۔

11 مولانا انعام اللہ، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کا تعلیمی منہج اور کردار ؛ایک تحقیقی مطالعہ، ۸۔

12 مفتی احمد الرحمٰن، جامعہ کا دور جدید، بینات بیاد محدث العصر (۱۹۷۸ء) اشاعت خاص، ۲۴۹۔

13 مفتی احمد الرحمٰن، جامعہ کا دور جدید، ۲۴۳-۲۴۴۔

14 وفاق المدارس العربیہ پاکستان - PAKISTAN ARABIA AL MADARIS UL WIFAQ

15 وفاق المدارس العربیہ پاکستان - PAKISTAN ARABIA AL MADARIS UL WIFAQ

16 وفاق المدارس العربیہ پاکستان - PAKISTAN ARABIA AL MADARIS UL WIFAQ

17 وفاق المدارس العربیہ پاکستان - PAKISTAN ARABIA AL MADARIS UL WIFAQ

18 محمد فیض الابرار، جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کا تعارف (۲۷ ستمبر ۲۰۱۴ء)۔

19 محمد فیض الابرار، جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کا تعارف۔

20 محمد فیض الابرار، جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کا تعارف۔

21 مکتبہ جامعہ حقانیہ: جامعہ دارالعلوم حقانیہ خدمات کے آئینے میں (com.blogspot.haqqania-e-maktaba)

22 مکتبہ جامعہ حقانیہ: جامعہ دارالعلوم حقانیہ خدمات کے آئینے میں (com.blogspot.haqqania-e-maktaba)

[23] مکتبہ جامعہ حقانیہ: جامعہ دارالعلوم حقانیہ خدمات کے آئینے میں (com.blogspot.haqqania-e-maktaba)

[24] مکتبہ جامعہ حقانیہ: جامعہ دارالعلوم حقانیہ خدمات کے آئینے میں (com.blogspot.haqqania-e-maktaba)

[25] Al-Mahad Ul Aali Al Islami-Hyd (almahad.org)

[26] Al-Mahad Ul Aali Al Islami-Hyd (almahad.org)

[27] AL MAHADUL AALI AL ISLAMI, Hyderabad - Bajrai Online Solutions

[28] Al-Mahad Ul Aali Al Islami-Hyd (almahad.org)